کاروانِ حدیث (۱۱)

عبدالرشید عراقی

امام ابوبکر خطیب بغدادی

(م ۴۶۳ھ)

امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی ۲۴ جمادی الاخریٰ ۳۹۲ھ بغداد کے ایک نواحی گاؤں درزیجان میں پیدا ہوئے[1] لیکن آپ کی تعلیم و تربیت اور نشو و نما دنیائے اسلام کے مشہور شہر دارالسلام بغداد میں ہوئی۔ اس لیے آپ بغدادی کہلائے۔

امام ابوبکر خطیب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد علی بن ثابت سے حاصل کی۔ علی بن ثابت ایک متبحر عالم تھے، اور حدیث سے انہیں خاص اشتغال و مناسبت تھی[2] اپنے والد سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد امام ابوبکر خطیب تحصیلِ تعلیم کے لیے بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، ہمدان، رے، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، دمشق اور بیت المقدس تشریف لے گئے اور ہر جگہ کے صاحبِ کمال اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا[3] آپ نے جن اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا، ان کی فہرست علامہ تقی الدین سبکی (م ۷۷۱ھ) نے طبقات الشافعیہ میں درج کی ہے[4] خطیب کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ علامہ سمعانی (م ۵۶۲ھ) نے 'کتاب الانساب' میں آپ کے تلامذہ کی فہرست نقل کی ہے[5]

امام ابوبکر خطیب کے علمی تبحر، حفظ و ضبط، ثقاہت و اتقان اور روایت و درایت میں اہمیت کا اعتراف علمائے فن اور اربابِ سیر نے کیا ہے۔ علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) اور علامہ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے ان کو مشاہیر محدثین میں شمار کیا ہے[6]

امام ابوبکر خطیب حدیث اور اس کے متعلقات میں بلند پایہ ہونے کے ساتھ ساتھ جرح و تعدیل کے فن میں بھی یکتا تھے اور روایات و احادیث کی شناخت و تمیز میں ماہر تھے۔ حدیث میں ان کی غیر معمولی بصیرت، گہری تحقیق اور وسیع نقد و نظر کا ایک

واقعہ علامہ عبدالکریم سمعانی (م ۵۶۲ھ)، علامہ ابنِ جوزی (م ۵۹۷ھ)، حافظ ابن صلاح (م ۶۴۳ھ)، علامہ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ھ)، حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ)، علامہ ابن سبکی (م ۷۷۱ھ)، حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ھ) اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، جو درج ذیل ہے :

> حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانۂ خلافت میں کچھ یہودی شام کے اطراف و جوانب میں آباد ہو گئے تھے۔ انہوں نے خلیفہ؎ کے سامنے ایک خط پیش کیا اور اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہے، جس کو حضرت علی بن ابی طالب رضؓ نے لکھا ہے۔ اس پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مہر اور بعض صحابہ کرام کی شہادتیں بھی ثبت تھیں۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ ہم نے یہود کے فلاں فلاں قبیلے سے جزیہ معاف کر دیا۔ خلیفہ نے خط کی اصلیت کا پتہ لگانے کے لیے اس کو خطیب رحؒ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس کو بالکل جعلی اور من گھڑت قرار دیا۔ وجہ دریافت کرنے پر بتایا کہ اس میں حضرت معاویہ رضؓ اور حضرت سعد رضؓ بن معاذ کی گواہیاں درج ہیں۔ حالانکہ فتح خیبر کے وقت حضرت معاویہ رضؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور حضرت سعد رضؓ کو غزوۂ خندق میں ایسا کاری زخم لگا تھا کہ جانبر نہ ہو سکے اور ان کی وفات غزوۂ بنی قریظہ کے قریبی زمانہ میں ہو گئی۔ اس لیے وہ فتح خیبر کے وقت زندہ ہی نہ تھے؎

حدیث میں گہری بصیرت کے علاوہ خطیب فقہ اور تاریخ میں بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ علمائے کرام نے ان کو فقیہ اور مؤرخ بھی لکھا ہے۔ علمی کمالات کے ساتھ

؎ واضح رہے کہ یہاں خلیفہ سے مراد عمر فاروق رضؓ نہیں بلکہ خطیب بغدادی رحؒ کے زمانہ کے خلیفۂ وقت ہیں۔

ان میں شان وشوکت، ظاہری وجاہت اور رعب داب بھی تھا۔ اور بڑے وقار، متانت، اور سنجیدگی سے رہتے تھے۔ علامہ سمعانی (م ۵۶۲ھ) لکھتے ہیں:

"وَكَانَ مُهِيْبًا وَقُوْرًا نَبِيْلًا خَطِيْرًا ثِقَةً[۸]"

(ذی ہیبت، باوقار، پُرعظمت اور ثقہ وسنجیدہ آدمی تھے۔)

خطیب زہد وورع میں بھی ممتاز تھے۔ عبادت وتلاوتِ قرآن مجید سے بڑا شغف تھا۔ صدقہ وخیرات بھی بہت کرتے تھے۔ تصنیف وتالیف درس وتدریس اور مطالعۂ حدیث سے جو وقت بچتا، وہ عبادت اور تلاوتِ قرآن مجید میں بسر ہوتا۔[۹]

امام ابوبکر خطیب شافعی المذہب تھے[۱۰] اور عقائد میں امام ابوالحسن اشعری (م ۳۲۴ھ) کے ہمنوا تھے۔ علامہ ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"وَكَانَ يَذْهَبُ فِي الْكَلَامِ إِلٰى مَذْهَبِ أَبِي الْحَسَنِ الْأَشْعَرِي[۱۱]"

(وہ کلام وعقیدہ میں مذہب اشعری پر کاربند تھے۔)

امام ابوبکر خطیب نے رمضان المبارک ۴۶۳ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں انتقال کیا[۱۲] آپ کے جنازہ میں آپ کے استاد مشہور شافعی فقیہ امام ابواسحاق شیرازی (م ۴۷۶ھ) بھی شامل تھے۔ جنازہ میں ایک جمِ غفیر شریک تھا۔ اور ایک جماعت یہ منادی کر رہی تھی:

هذا الذی کان ینفی الکذب عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ هذا الذی کان یحفظ حدیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم[۱۳]

(یہ اُس شخص کا جنازہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سینہ سپر ہو کر آپؐ کی طرف سے کذب وافتراء کی تردید کرتا تھا اور آپؐ کی حدیثوں کو یاد کرتا تھا۔)

تصنیفات

امام ابوبکر خطیب کی تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ ان کی اکثر کتابیں

حدیث اور متعلقاتِ حدیث پر ہیں اور بے شمار مفید معلومات اور گوناگوں مسائل و مباحث پر مشتمل ہیں۔

حافظ ابنِ جوزی (م ۵۹۷ھ) ان کی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں :

جو شخص امام ابوبکر خطیب کی تصانیف کا بغور مطالعہ کرے گا، وہ ان کی عظمت اور عدیم المثال کارناموں کا اعتراف کرے گا۔[۱۴]

کتاب شرفِ اصحاب الحدیث

اِس کتاب میں خطیب نے حدیث کے ناقلین اور راویوں کے مراتب و فضائل کے متعلق احادیث و آثار اور علمائے اسلام کے اقوال درج کیے ہیں۔ اس کا اُردو ترجمہ مشہور اہلحدیث عالم مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی (م ۱۳۶۱ھ) نے 'فضائل محمدی' کے نام سے کیا تھا، جو ۱۳۴۵ھ میں محبوب المطابع دہلی سے عربی متن کے ساتھ شائع ہُوا۔

کتاب الکفایہ : ۱۳ اجزا پر مشتمل مصطلحاتِ حدیث پر بہت عمدہ کتاب ہے۔ یہ کتاب ۱۳۵۷ھ میں حیدرآباد دکن سے مولانا سید ہاشم ندوی مرحوم کی تصحیح و مقابلہ سے شائع ہوئی۔[۱۵]

تاریخ بغداد : یہ امام ابوبکر خطیب کی مشہور کتاب ہے اور یہ عظیم الشان کتاب خطیب کی شہرت و مقبولیت کا سبب بنی۔ اس کے مطالعہ سے خطیب کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا ہے۔ خطیب کو خود بھی اس کتاب پر فخر و ناز تھا۔ حاجی خلیفہ مصطفٰے بن ابراہیم (م ۱۰۶۷ھ) لکھتے ہیں :

فَكَتَبَ عَلٰى طَرِيْقَةِ الْمُحَدِّثِيْنَ، جَمَعَ فِيْهِ رِجَالَهَا
اَوْ مَنْ وَرَدَ بِهَا وَضَمَّ اِلَيْهِ فَوَائِدَ جَمَّةً فَصَارَ
كِتَابًا عَظِيْمَ الْحَجْمِ وَالنَّفْعِ[۱۶]

(تاریخِ بغداد میں محدثین کے انداز اور طریقہ کے مطابق بغداد کے رجال و واردین کا تذکرہ اور دیگر بے شمار فوائد شامل ہیں، اس لیے یہ کتاب نہایت ضخیم اور پُرمنفعت